

اقوال صحابہ اور امام احمد بن حنبلؒ: ایک تجزیاتی مطالعہ

Rulings of Sahaba (Companions) and Imam Ahmed bin Hanbul (R.A): An Analytical study

Asad Mohy-ud-Din

Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, U.E.T Lahore

Email: asad1112@gmail.com

Dr. Atiq-Ur-Rahman

Associate Professor, Department of Islamic Studies, U.E.T Lahore

Email: aratiquet@gmail.com

Abdul Rehman

Ph.D Scholar SZIC, University of the Punjab

Email: abkamal375@gmail.com

ISSN (P): 2708-6577

ISSN (E): 2709-6157

Abstract

Allah Almighty has created the ways of protection and safeguarding of his last message through some resilient and brave persons right throughout the history. Those men were always keen to put their maximum in order to accomplish the divine duty. They did it and never let any second thought come to their mind, they sacrificed whatever they had but remained steadfast and performed the duty of protection perfectly. Imam Ahmed bin Hanbul (R.A) is one of the most prominent personality of that lot. He not only performed the duty of protection of the faith but also paved the principals for the later ones to come and follow. In this research article I will discuss and analyze a very important aspect relating to the Hanbali school of thought. As Imam Ahmed (R.A) do consider the opinions and rulings of the companions of the Prophet (S.A.W) as a primary source of his jurisprudence after Quran and Sunnah.

Keywords: Protection, Companions, Rulings, Opinions, Jurisprudence.

تعارف

اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ کو اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر نازل کرنے کے بعد اس کی حفاظت کو اپنے ذمہ لیا ہے شریعت جو کہ وحی متلو اور غیر متلو دو طریق سے نازل کی گئی، دونوں کی مکمل حفاظت اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ**¹۔ چونکہ دین مکمل ہو چکا تھا، ادیان سماویہ اپنی مدت پوری کر چکے تھے اور زمینی حقائق و ادوار کے اعتبار سے اب ایک ایسے دین کی ضرورت تھی جو قیامت تک کے لئے قابل عمل ہوتا۔ لہذا اس غرض سے ایک ایسے پیغمبر کے ذریعے جو خاتم النبیین ﷺ کے نام سے موسوم ہوئے ان کو دائمی اور قیامت تک کے لئے ادیان سماویہ کا آخری ایڈیشن یعنی اسلام تفویض کیا گیا۔ چنانچہ فرمان الہی ہے: **الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا**²

چونکہ تمام ادیان کا سرچشمہ خدائے بزرگ و برتر کی ذات تھی اور ایک چشمہ صافی سے نکلنے والی دھاریں کل جہاں کو سراب کرتی رہیں اور وہ سرچشمہ وحی خدا تھی۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حفاظت دین کے لئے اپنے بندوں کی شکل میں ایسے اسباب پیدا کئے کہ جنہوں نے اس کے دین کی حفاظت کے لئے اپنے تن من کی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ اس چشمہ صافی کو گدلا کرنے کے لئے کتنے ہی طالع آزمایان میں کودے اور اپنی سی کوشش میں فکر اسلامی کا شیرازہ بکھیرنے کے درپے رہے، لیکن ہر دور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکی نصرت کے لئے ایسے رجال پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے ان کا رد کیا اور شریعت اسلامیہ کے چشمہ صافی کو اسی طرح مصفیٰ رکھا جس طرح کہ نبی مکرم ﷺ امت کو دے کر گئے تھے اور یہ رجال کار علمائے امت کا گروہ ہے کہ جو نبوی مشن کو لے کر ہر دور میں آگے بڑھتا رہا ہے۔ ان علمائے امت میں سے ائمہ اربعہ کا مقام بہت زیادہ ارفع ہے۔ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (150ھ)، امام مالک بن انس (179ھ)، امام محمد بن ادریس شافعیؒ (204ھ) اور امام احمد بن حنبلؒ (241ھ) کا تعلق بھی انہیں عظیم ائمہ سے ہے، ان میں سے امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی ساری زندگی احادیث رسول ﷺ کی حفاظت اور تدوین و تالیف میں صرف کر دی۔

اسلوب تحقیق:

اس مقالہ میں تجزیاتی منہج تحقیق اپنایا گیا ہے۔ تحقیقی مقاصد کے لئے مواد کو تجزیاتی اور بیانیہ اسلوب تحقیق میں تحریر کر دیا گیا ہے۔ غیر ضروری طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر بنیادی کتب سے مواد کو اخذ کر کے احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے اور اس کا تجزیہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ حوالہ جات اینڈ نوٹ کی صورت میں لکھے گئے ہیں۔ پہلی بار حوالہ مکمل شکل میں دیا گیا ہے دوسری بار حوالہ دیتے وقت صرف مصنف کا نام اور کتاب کا نام اور صفحہ نمبر ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کا مقام و مرتبہ:

امام احمد بن حنبلؒ ایک بلند مرتبہ شخصیت کے مالک تھے آپ کے متعلق امام ابن حبانؒ لکھتے ہیں؛ امام احمد بن حنبلؒ ثقہ حافظ، نیک اور فقیہ تھے۔ پوشیدہ پرہیزگاری اور دائمی عبادت کا اہتمام کرنے والے تھے۔ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ کی مدد فرمائی۔ کیونکہ وہ آزمائش میں ثابت قدم رہے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر دیا اور شہادت کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کو کوڑے مارے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کو کفر سے بچالیا اور قابل اقتدا نشان بنایا۔ آپ ایسی پناہ تھے کہ لوگ آپ کے پاس پناہ لیتے تھے۔³

تصانیف:

امام احمد بن حنبلؒ کی تصنیفات کی تعداد 38 ہے جو شائع شدہ ہیں ان میں اہم کتب درج ذیل ہیں:

1. کتاب النسخ و المنسوخ
2. جوابات القرآن
3. مسند امام احمد بن حنبل
4. کتاب التفسیر
5. کتاب الفرائض
6. فضائل صحابہ

7. کتاب العلل
8. کتاب المسائل
9. کتاب المناسک
10. کتاب الفتن
11. مسند اہل البیت للاحمد بن حنبل
12. کتاب الاسماء الکنی
13. جزء فیہ احادیث رواها احمد بن حنبل عن الشافعی
14. جواب الامام احمد عن سوال فی خلق القرآن
15. العقیدہ

وفات:

13 ربیع الاول 241ھ ہجری کو دارفانی سے کوچ کر گئے۔⁴ اللھم اغفر لہ

امام احمد بن حنبلؒ کا فقہی منہج:

ائمہ اربعہ کے فقہی مناہج کی اپنی اپنی پہچان ہے اور ان میں سے ہر ایک کی الگ خصوصیت ہے۔ احناف کی رائے اور قیاس، مالکیوں کی تعامل اہل مدینہ، شوافع کی تسک بالسنہ، حنابلہ کی اقوال صحابہ نمایاں خصوصیت ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کی فقہ کا زیادہ تر دار و مدار آثار صحابہ پر ہے۔

فقہ حنبلی کے اصول استنباط:

- امام ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی فقہ کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی ہے۔
1. نصوص: پہلا اصول جس پر امام احمدؒ انحصار کرتے ہیں وہ نص ہے۔ جب آپ کو نص مل جاتی تو اس کے مطابق فتویٰ دیتے اور کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے نص سے قرآن و حدیث دونوں مراد ہیں۔ نص کو صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ پر بھی مقدم رکھتے تھے۔
2. فتاویٰ صحابہ: فقہ امام احمدؒ کی دوسری اصل صحابہ کے فتاویٰ ہیں اگر انہیں کسی صحابی کا فتویٰ مل جاتا تھا اور اس فتوے کے خلاف کوئی دوسرا فتویٰ ان کے علم میں نہیں ہوتا تھا تو اسی پر اکتفا کرتے تھے، ایسے فتوے کو وہ اجماع نہیں قرار دیتے تھے۔
3. اختلاف صحابہ کا فیصلہ: امام ابن قیمؒ نے امام احمدؒ کے جو اصول خمسہ بیان کئے ہیں ان کی ایک اصل یہ بھی ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں صحابہ مختلف الرائے ہوتے تھے تو ان میں وہ قول قبول کر لیتے تھے جو کتاب و سنت سے قریب تر ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو سکتی تو انکا اختلاف ذکر کر دیتے مگر کسی صورت میں صحابہ کے اقوال سے خروج نہ فرماتے تھے۔
4. حدیث مرسل اور حدیث ضعیف: چوتھی اصل یہ ہے کہ امام احمدؒ حدیث مرسل اور حدیث ضعیف کو قبول کر لیتے تھے۔ اگر مسئلہ میں کوئی دلیل اس کے خلاف نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ مرسل اور ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح دیتے تھے۔ یہاں حدیث ضعیف سے مراد باطل اور منکر حدیث نہیں ہے جس کی سند میں کوئی متہم راوی ہو جو قابل حجت نہ ہو۔
5. قیاس: پانچویں اصل قیاس ہے کہ اگر کسی مسئلے میں امام احمدؒ کو نہ نص ملتی، نہ کسی صحابی کا قول ملتا اور نہ ہی کوئی مرسل اور ضعیف روایت دستیاب ہوتی تو قیاس سے کام لیتے تھے لیکن قیاس کا استعمال وہ کسی خاص ضرورت کی صورت میں کرتے تھے⁵۔

امام احمد بن حنبلؒ فقہی مسائل میں استنباط نص، اقوال صحابہ، اور تابعین کے فتاویٰ سے کرتے ہیں۔ سنت کے معاملے میں آپ ہمیشہ اس بات کے متنبی رہے کہ کسی بھی حدیث کو نظر انداز نہ کریں جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے ہو قوی حدیث کو ترجیح دیتے مگر رد کسی بھی حدیث کو نہیں کرتے تھے۔⁶

درج ذیل صفحات میں امام احمد بن حنبلؒ اقوال صحابہ کو کس قدر اہمیت دیتے ہیں کا جائزہ پیش خدمت ہے۔ اس اہمیت کو جاننے کے لئے ضروری ہے کہ صحابی کے مفہوم اور مقام سے آگاہی حاصل کی جائے۔

صحابی کی تعریف:

صحابی کا لفظی معنی 'ساتھ دینے والا'، کا ہے جو عربی زبان کے لفظ صحبہ سے ماخوذ ہے اسی سے لفظ صاحب بھی مشتق ہے جس کا معنی ساتھی ہے۔ قاضی ابو بکر باقلانیؒ (403ھ) کے بقول اس میں علمائے لغت کے ہاں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ لفظ صحابی صحبہ سے ہی نکلا ہے۔⁷ امام سخاویؒ (902ھ) نے فتح المغیث میں لکھا ہے کہ لغوی طور پر صحابی اسے کہتے ہیں جو ساتھی ہو اور ساتھ رہے۔⁸ ہجرت مدینہ کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا: لا تعجل لعل اللہ یجعل لک صاحباً ترجمہ: جلدی مت کرو، شاید اللہ تمہارے لئے کوئی ساتھی بنا دے۔ اور پھر آنحضرت ﷺ نے ہجرت کرتے وقت خود حضرت ابو بکر صدیقؓ کو آگاہ فرمایا تو انہوں نے عرض کی الصحبۃ یا رسول اللہ؟ یا رسول اللہ کیا میں آپؐ کے ساتھ ہوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: الصحبۃ ہاں تم بھی میرے ساتھ ہو گے۔¹⁰ اس سے ثابت ہوا کہ 'صحابی' کا لفظ اس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو کسی کی صحبت میں رہے اور وہ اس کا ساتھی ہو، صاحب ہو اور اس کے ساتھ رہنا خود پر لازم کر لے۔ صحابی کی اصطلاحی تعریف محدثین اور اصولیین نے الگ الگ کی ہے۔

محدثین کے نزدیک صحابی کی تعریف:

امام ابن تیمیہؒ (728ھ) نے اپنے فتاویٰ میں امام مالکؒ کی بیان کردہ تعریف یوں ذکر کی ہے؛ جو شخص رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے آپ کے ساتھ ایک سال یا ایک ماہ یا ایک دن رہا یا آپ کو دیکھا ہو وہ آپ ﷺ سے صحابہؓ میں شامل ہے۔¹¹ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں ایک سال یا ایک ماہ یا ایک دن یا ایک لمحہ یا آپ کا دیدار کیا ہو وہ آپ کے صحابہؓ میں سے ہے۔¹²

اسی طرح امام بخاریؒ لکھتے ہیں: مسلمانوں میں سے جو شخص رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا یا آپ کو دیکھا وہ آپ کے صحابہؓ میں سے ہے۔¹³

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے صحابی کی تعریف یوں کی ہے؛ جس نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے آپ سے ملاقات کی اور اسلام پر فوت ہوا۔¹⁴

صحابی کی مندرجہ بالا تعریفات سے یہ واضح ہوا ہے کہ صحابی وہ شخص ہے جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور وہ حالت ایمان میں دنیا سے رخصت ہوا ہو۔

اصولیین کے نزدیک صحابی کی تعریف:

صحابی کی تعریف کے بارے میں علمائے اصول کے اقوال درج ذیل ہیں۔

امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ صحابی ہر وہ شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس خواہ ایک لمحہ کے لئے بیٹھا ہو اور اگرچہ آپ سے ایک جملہ ہی سنا ہو یا آپ سے کوئی معاملہ دیکھا ہو اور پھر اسے یاد رکھا ہو۔¹⁵

سیف الدین آمدیؒ نے لکھا ہے کہ ہمارے اکثر اصحاب اور امام احمد بن حنبلؒ کی رائے میں صحابی وہ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، اگرچہ وہ آپ کی معیت کے خواص سے بہرہ ور نہ ہو سکا، نہ آپ سے روایت کی اور نہ آپ کی صحبت میں زیادہ عرصہ رہا ہو۔¹⁶

قاضی محب اللہ نے صحابی کی یہ تعریف کی ہے کہ صحابی وہ ہے جو مسلمان ہو اور جس نے آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے آپ کی طویل صحبت پائی ہو۔¹⁷

مندرجہ بالا تعریفات سے یہ باتیں واضح طور پر سمجھ میں آتی ہیں کہ صحابی کے لئے ضروری ہے کہ اس میں یہ شرائط لازمی ہوں۔

(1) ایمان کا ہونا

(2) رؤیت کی شرط

(3) لقاء و صحبت کی شرط

(4) طویل اور مطلق صحبت کی شرط

(5) غزوات میں شرکت کی شرط

(6) اتباع اور اخذ علم کی شرط

(7) بلوغت کی شرط

یہ شروط ایک صحابی رسول ﷺ کا خاصہ ہیں۔

رانج تعریف:

محدثین اور اصولیین کی بیان کی گئی تعریفات کی روشنی میں صحابی کی یہ تعریف زیادہ مناسب اور رانج ہے۔

"جس نے حالت ایمان میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور اسلام پر فوت ہوا۔

صحابی کی پہچان کے طریقے: صحابی کی معرفت کے طریقے درج ذیل ہیں:

تواتر سے ثابت ہو کہ فلاں شخص صحابی رسول ﷺ ہے۔

کسی شخص کا صحابی ہونا مشہور جائے مگر اس میں تواتر نہ پایا جائے۔

صحابی کے قول سے دوسرے شخص کا صحابی ہونا لازم آئے جیسے صحابی یہ کہے "میں اور فلاں شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے؛ یا ہم

رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے" ہاں ضروری یہ کہ دوسرا شخص رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے وقت مسلمان ہو۔

صحابی یہ خبر دے کہ فلاں شخص صحابی ہے۔ تمام صحابہؓ عدول ہیں اس کی یہ خبر مقبول ہے۔ راوی عادل ہو تو خبر واحد مقبول ہے۔

کوئی شخص رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے تو وہ صحابی ہے۔

ثقت تابعی بیان کرے کہ فلاں شخص کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل ہے۔

جس کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ وہ مہاجرین یا انصار میں سے ہے۔

کوئی شخص خود اپنے بارے میں یہ کہے "میں صحابی رسول ﷺ ہوں یا میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا ہوں؛ ایسا شخص خود اپنے صحابی ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔¹⁸

عدالتِ صحابہؓ:

عدالت کا لفظ عربی کے عدل یعدل عدل سے مصدر ہے جس کا معنی عادل ہونا ہے۔ عربی میں عدل ایسی چیز کو کہتے ہیں جس سے انسانی نفوس صحیح و سلیم رہتے ہیں اور عدل کی ضد ظلم ہے۔¹⁹

عدالت کے اصطلاحی مفہوم کو شمس الائمہ امام سرخسیؒ نے یوں بیان کیا ہے؛ عدالت، استقامت یعنی ٹھیک راستہ پر چلنے کا نام ہے جب کوئی شخص انصاف اور حق کے ساتھ فیصلہ کرنے میں راست روی اختیار کرے تو وہ عادل ہے۔ امام سرخسیؒ نے عدالت کی دو اقسام ذکر کی ہیں: ظاہری اور باطنی، ظاہری عدالت دین اور عقل سے ثابت ہوتی ہے جس میں یہ دونوں چیزیں موجود ہوتی ہیں وہ ظاہری طور پر عادل ہے کیونکہ یہ دونوں اسے صحیح راہ پر رکھتی ہیں۔ جبکہ باطنی عدالت انسانی معاملات کو دیکھے بغیر معلوم نہیں کی جاسکتی۔ اس کی کوئی آخری حد ممکن نہیں ہے کیونکہ ان دونوں اقسام کے حوالے سے لوگوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ لیکن جو شخص حرام فعل کا ارتکاب کرنے سے باز رہتا ہے وہ راہ مستقیم پر گامزن ہے اور اسی عدالت کی بنا پر خبر کے حجت ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے۔²⁰

امام غزالیؒ نے عدالت کی تعریف یہ کی ہے کہ عدالت، دین اور سیرت میں درست راستے پر چلنے سے عبارت ہے۔ اس سے انسان میں ایسی پختہ کیفیت پیدا ہوتی ہے جو اسے اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ تقویٰ اور مروت کو لازمی پکڑے۔ اس کے نتیجے میں انسانی نفوس کی ثقاہت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ انسان قابل اعتبار سمجھے جاتے ہیں۔²¹

مذکورہ تعریفات سے معلوم ہوا ہے کہ دین میں ٹھیک راستہ پر چلنے، راست روی اختیار کرنے، اوامر کا اتباع کرنے، نواہی اور ممنوعات دین سے باز رہنے، کبائر سے اجتناب کرنے اور صغائر پر اصرار نہ کرنے کا نام عدالت ہے۔

عدالتِ صحابہ سے مراد ہے کہ تمام صحابہؓ عدول ہیں۔ ان کی ذات ہر طرح کی جرح و تعدیل سے بلند ہے۔ صحابہؓ نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے دین لیا اور اسے دوسروں تک بڑی احتیاط اور کمال درجہ کی دیانت داری پہنچایا۔ وہ روایت دین میں جھوٹ سے پاک ہیں اور نقل و روایت میں کمی و زیادتی کے دانستہ طور پر مرتکب نہیں ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو روایت کرنے والے تمام رجال پر جرح و تنقید کی جائے گی۔ اس سلسلے میں امام ابن حزمؒ لکھتے ہیں؛ حدیث کے تمام راویوں کے احوال کا جائزہ لیا جائے گا، ان کے کردار کا تزکیہ کیا جائے گا اور ان کے عدول ہونے کی تحقیق کی جائے گی ماسوائے صحابہ کرامؓ۔ صحابہ کو عدول قرار دیتے ہوئے دین میں ان کی روایت اور گواہی بغیر کسی تنقید کے من وعن قبول کی جائے گی۔²²

امام ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں؛ صحابہ میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی سوال نہیں ہو گا بلکہ یہ طے شدہ امر ہے۔ قرآن و سنت کی نصوص اور اجماع امت سے وہ مطلق طور پر عدول ہیں۔²³

ابن نجار حنبلیؒ کہتے ہیں؛ اللہ تعالیٰ نے جس کی مدح کی ہو وہ عدول کیسے نہیں ہو گا؟ اگر دو افراد کے قول سے تعدیل ثابت ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کی گئی ایسی تعریف سے عدالت بھلا کیوں نہیں ہو گی۔²⁴

اقوال صحابہ اور امام احمد بن حنبلؒ:

فتہ حنبلی کی نصوص کے بعد دوسری اساس اقوال اور فتاویٰ صحابہ پر ہے۔ اگر کسی معاملے میں صحابی کا فتویٰ مل جاتا اور اسکے خلاف کوئی دوسرا فتویٰ آپ کے علم میں نہ ہوتا تو آپ اس پر حکم لگاتے اور ایسے فتوؤں کو اجماع قرار نہیں دیا کرتے تھے، لیکن چونکہ تعبیر فتاویٰ میں احتیاط کے عادی تھے، اس لئے ایسے موقع پر فرمایا کرتے تھے کہ میرے علم میں ایسی کوئی شے نہیں جو اسے رد کر دے اور اسی قسم کے مسائل میں غلام کی گواہی قبول کر لینے کا حکم بھی ہے۔ امام احمدؒ حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ مجھے کسی بھی ایسے صحابی کا علم نہیں ہے جو غلام کی شہادت کو قبول نہ کرتا ہو۔

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ صحابہؓ کے متعلق جب ایسی صورت پاتے تو اپنی رائے، عمل اور قیاس سے یا کسی بھی پہلو سے اس کی مخالفت نہ کرتے تھے۔

صحابہ کے مختلف الرائے ہونے کی صورت میں امام احمد کا فتویٰ:

اگر کسی مسئلے میں صحابہ مختلف الرائے ہو جاتے تھے تو پھر کتاب و سنت سے قریب تر قول کو ترجیح دیتے تھے اور ایسا نہ ہوتا تو باہمی اختلاف بھی ذکر کر دیا کرتے اور کسی حال میں صحابہؓ کے اقوال کی مخالفت نہیں کرتے تھے۔²⁵

فتاویٰ صحابہ اور حدیث ضعیف:

امام احمد بن حنبلؒ کسی ضعیف حدیث کو صحیح کا درجہ نہیں دیتے تھے بلکہ صحابی کے فتوے کو ضعیف حدیث پر ترجیح دیتے تھے۔²⁶ فتاویٰ صحابہؓ کی تعداد بہت زیادہ ہے خاص طور پر ان صحابہؓ کے فتاویٰ زیادہ ہیں جو فقہاء تھے ان میں سے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عائشہؓ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ بیس دیگر صحابہؓ ایسے ہیں جن کے فتاویٰ کی تعداد کم ہے۔ مگر حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے بڑی کثرت سے فتاویٰ منقول ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ یہ دونوں مسلمانوں کے حاکم رہے ہیں، چنانچہ دونوں سے احکامات لئے گئے اور آپ نے جمہور مسلمانوں کے معاملات کا فیصلہ کیا۔ امام احمد بن حنبلؒ کے سامنے صحابہؓ کرام کا فقہی ذخیرہ ہمیشہ رہا، آپ اس کو حجت سمجھتے تھے لیکن فتاویٰ کو حدیث صحیح، مرفوع کے مقابلے میں غیر مرفوع سمجھتے تھے۔ مگر یہ بات تو قطعی ہے کہ کسی صحابیؓ کے فتویٰ کی موجودگی میں ذاتی اجتہاد ہر گز نہیں کرتے تھے۔ آپ کے نزدیک فتاویٰ صحابہؓ کے دو درجے تھے۔

(1) صحابیؓ کا وہ فتویٰ جس کی مخالفت کسی دوسرے صحابیؓ کی طرف سے موجود نہ ہو

(2) کسی مسئلے میں اصحاب کے دو یا اس سے زیادہ اقوال موجود ہوں۔

پہلی صورت میں امام احمدؒ اسی فتوے کو تسلیم کرتے ہیں مگر احناف کی طرح اسے صحابہؓ کا اجماعی مسئلہ قرار نہیں دیتے تھے۔ دوسری صورت میں آپ کے مختلف اقوال ہیں، بعض کہتے ہیں امام صاحب سب کو صحیح تصور کرتے تھے اور اسی سبب سے وہ متعدد اقوال امام موصوف کے بھی سمجھے گئے ہیں، اس کا سبب یہ تھا کہ آپ مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ اپنی طرف سے کسی صحابیؓ رسول کے قول پر نکتہ چینی کریں کیونکہ آپ کے خیال میں تمام اصحاب نور نبوت سے مستفیض ہوئے ہیں اور سب نے نزول قرآن کا بذات خود مشاہدہ کیا پھر سرور کائنات ﷺ کی کئی سال تک صحبت، اجتہاد سے کیا کم ہے؟²⁷

احکامات صحابہ میں ترجیح کس کو حاصل ہے؟

اوپر مذکور ہے امام احمد بن حنبلؒ مختلف فیہ اقوال صحابہؓ میں اس قول کو لیتے جو اقرب الی القرآن والسنة ہوتا ہے اور دوسرا امام صاحب کا یہ طریق ہے کہ صحابہ کے مختلف اقوال میں سے کسی ایک کو لے لیتے ہیں یہی امام ابو حنیفہؒ کا بھی نظریہ ہے کہ اقوال صحابہؓ اگر مختلف نظر آتے تو پھر کسی ایک قول کو جو پسند آتا اپنا لیتے تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ کی ایک اور روایت بھی ملتی کہ وہ اقوال صحابہ میں اختلاف کی صورت میں خلفائے راشدین کے اقوال تلاش کرتے اگر ان میں سے کوئی قول فیصل ملتا تو اسے اپنا لیتے تھے۔ امام ابن قیمؒ اس کی تفصیل لکھتے ہیں: ایک صحابی اگر کوئی بات کہہ رہا ہے تو اس کی دو شکلیں ہیں کہ یا وہ قول کسی صحابی کے قول کا مخالف ہو گا یا نہیں ہو گا، لہذا اگر اسی کے پائے کے کسی صحابی کا قول اس کے قول کا مخالف ہو تو پھر دونوں کا قول ایک دوسرے کے مقابلے میں جت نہیں ہو گا اور اگر اس مقابلے میں کسی بلند پایہ صحابی کا قول مخالف ہو جیسے خلفائے راشدین یا دوسرے اکابر صحابہ کا تو پھر سوچا جائے گا کہ جس کے حق میں خلفائے راشدین یا دیگر اکابر صحابہ ہیں وہ دوسرے صحابہ کے اقوال سے ملتا جلتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کی طرف یہ روایات منسوب ہیں، اس سے بہتر تو یہ ہے کہ جس رائے کی طرف خلفاء یا دوسرے بڑے صحابہ ہوں گے وہی برتر ہو گا۔ اگر چاروں خلفاء کی رائے ایک ہے تو پھر وہی درست مسلک ہے اور ان کی اکثریت کسی ایک کے ساتھ ہو تو پھر مسئلہ مذہب ہے اور اگر دو ایک ہی پہلو کے ساتھی ہیں تو جو رائے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی ہو گی وہی درست ہو گا۔ گر ابو بکرؓ و عمرؓ میں بھی اختلاف ہو گیا ہے تو پھر حضرت ابو بکرؓ کی رائے راجح ہو گی۔ یہ اجمال امام احمد بن حنبلؒ کے طریق کار کا ہے جو انہوں نے اقوال صحابہؓ میں اختلاف کی صورت میں اپنا یا ہے۔²⁸

ایک دعویٰ کی تردید:

بعض علماء نے دعویٰ کیا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ صحابہ کے فتاویٰ کو پا لیتے تھے تو وہ نصوص سے بے نیاز ہو جاتے تھے اور اپنے اجتہاد کی ضرورت بھی نہیں سمجھتے تھے۔ اس غلط تصور کی حافظ ابن قیمؒ نے تردید کی ہے کہ امام احمدؒ نص کو اصحاب رسول ﷺ کے فتاویٰ سے مقدم سمجھتے تھے علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں: امام احمدؒ کو جب نص مل جاتی تو اسی کے مطابق فتویٰ دیتے تھے اور پھر کسی دوسری طرف ملتفت نہیں ہوتے تھے خواہ وہ مخالفت جس کی طرف سے بھی کیوں نہ ہو، جیسا کہ آپؒ نے حضرت عمرؓ کے نظریات کے خلاف نص کو قبول کیا ہے۔ مبنیٰ کے بارے حضرت عمرؓ کا فتویٰ ہے کہ اسے نفقہ اور سکنی مل سکتا ہے جبکہ آپؒ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کی حدیث کو تسلیم کیا ہے کہ جسے تین طلاق بائنہ ہو جائیں اسے نفقہ اور سکنی نہیں مل سکتا ہے۔ اسی طرح حضرت عمار بن یاسرؓ کی حدیث جو جنبی کے تیمم کے متعلق قبول کی ہے اور حضرت عمرؓ کا فتویٰ اس کے خلاف موجود ہے۔ اس کے علاوہ آپؒ حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ کے فتویٰ کو ترک کیا ہے جو ایسی حاملہ عورت کی عدت کے بارے میں تھا کہ جس کا شوہر زمانہ حمل میں فوت ہو گیا ہو اور دونوں کے مقابلے میں زیادہ مدت کا اعتبار کیا گیا ہے یہاں آپؒ نے حضرت سبیرہ الاسلمیہ کی حدیث کو قبول کر لیا کیونکہ آپ کے نزدیک یہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔²⁹

اقوال صحابہ کی اقسام: امام ابن قیمؒ نے اقوال صحابہ کے متعلق لکھا ہے کہ کوئی بھی صحابی اگر ایک بات کہتا ہے یا کسی مسئلہ میں حکم یا فتویٰ دیتا ہے تو وہ اپنی معلومات کے اعتبار سے ہم پر فوقیت ضرور رکھتا ہے جس سبب سے اسے ہم پر اختصاص حاصل ہوا ہے تو وہ یہ ہے کہ اس نے براہ راست نبی ﷺ کے دہن مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ و اقوال سنے ہیں اگر خود نہیں سنے تو کسی دوسرے صحابی سے اس نے حدیث کا سماع ضرور کیا ہے وہ علم میں بہت بلند ہیں جس کا احاطہ ناممکن ہے۔ امام ابن قیمؒ نے اقوال صحابہ کو چھ قسموں میں بیان کیا ہے:

1. صحابہ نے براہ راست آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہو

2. براہ راست اس صحابیؓ سے سنا ہو جس نے حضور ﷺ سے سماعت کی ہو
3. کتاب الہی کی نص ہم سے رہ گئی تھی اس کے متعلق اس کو مکمل معلومات ہوں
4. ہماری طرف وہی قول منتقل کر دیا ہو جو ان کے پاس آیا تھا
5. لغات، الفاظ، ماحول اور ہر طریقے پر وہی کیفیت ہو جو آنحضور ﷺ کے ارشادات کے وقت تھی ان پانچ اسباب کی بنا پر صحابی کا قول ہمارے لئے حجت ہے۔
6. اگر ادراک صحابی، غیر روایت یا غلط فہمی پر مبنی ہو تو اس کا قول اتنا حجت نہیں ہو گا اور پیروی بھی لازمی نہ ہوگی۔ قطعی بات یہ ہے کہ پہلی پانچ اقسام زیادہ بہتر ہیں اور چھٹی نادر اور شاذ ہے۔ صحابی کا فتویٰ اصل شریعت کی اقدار کا حامل ہونا چاہیے اور اس پر عمل ہی متعین ہونا ضروری ہے۔³⁰

صحابی کے قول یا فعل کا حدیث سے تعارض:

صحابی کے قول یا فعل حدیث سے کوئی تعارض ہو جاتا ہے تو اس وقت امام احمد بن حنبلؒ کی رائے ہوتی ہے؟ تو ان کے نزدیک اگر راوی اپنی روایت کے خلاف فتویٰ دے تو اس کی روایت پر عمل ہو گا اس کے فتویٰ پر عمل نہیں ہو گا۔ راوی کی مخالفت سے ترک حدیث واجب نہیں ہے۔³¹

حافظ ابن قیمؒ نے راوی کے خلاف روایت قول یا عمل کے درج ذیل احتمالات لکھے ہیں؛

1. راوی حدیث بیان کر کے اسے بھول گیا ہو۔
 2. حدیث اس کے سامنے ہو مگر اس مسئلہ میں حدیث کی دلالت اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔
 3. کوئی اور دلیل اس کے ذہن میں آئی جسے وہ اپنی دانست میں خلاف حدیث سمجھ کر ترجیح دے چکا ہو، گو واقعہً اس طرح نہ ہو
 4. کوئی ایسی تاویل اس کے ذہن میں بیٹھ گئی ہو جو مرجوح ہو لیکن وہ اسے رائج مانتا ہو۔
 5. کسی اور کا فتویٰ اس کے سامنے ہو جسے اپنے سے بڑا عالم سمجھ کر اس کی تقلید میں فتویٰ دے دیا ہو اور یہ فرض کر لیا ہو کہ اتنا بڑا عالم خلاف حدیث فتویٰ اسی وقت دیتا ہے جب اس کے پاس کوئی قویٰ تر دلیل ہو۔
- ان مذکورہ بالا وجوہات میں سے کوئی بھی وجہ نہ ہو تب بھی وہ آخر غیر معصوم ہے۔ غیر معصوم کے مقابلے میں معصوم کو چھوڑ دینا اور غیر نبی کے مقابلے میں نبی کو ترک کر دینا درست نہیں ہے۔³²
- کیا قول صحابی کسی حدیث کا محض ہو سکتا ہے؟ اس بارے میں حنبلی علماء کہتے ہیں کہ قول صحابی کسی حدیث کے عموم کا محض ہو سکتا ہے، خواہ وہ صحابی اس عموم کا راوی ہو یا نہ ہو۔ قیاس پر قول صحابی مقدم ہے۔ قیاس سے عموم کی تخصیص ہوتی ہے تو پھر قول صحابی جو قیاس سے مقدم ہے اس سے عموم کی تخصیص اولیٰ ہے۔³³

امام احمد بن حنبلؒ اور آپ کے اصحاب قول صحابی کو مطلق حجت مانتے ہیں، خواہ وہ موافق قیاس ہو یا وہ قیاس کے مخالف ہو۔ قیاس پر بھی قول صحابی مقدم ہے جس مسئلہ میں حدیث سے صراحتاً کوئی حکم نہ ملتا تو اس مسئلہ میں امام احمد بن حنبلؒ کا عمل یہ تھا کہ آپ صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ سے باہر نہیں جاتے تھے۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ امام احمد بن حنبلؒ حضرات صحابہؓ کے تمام فتاویٰ کو نقل و روایت کی قسم سے سمجھتے تھے البتہ یہ ضرور ہے کہ آپ فہم دین اور اسلامی قانون میں صحابہؓ کے اقوال کو حدیث رسول ﷺ کے بعد دوسرا ماخذ قرار دیتے تھے³⁴۔ حنبلی

اصولیین کے نزدیک مخالف قیاس قول توقیف پر محمول سمجھا جائے کہ صحابی نے جو بات قیاس کے خلاف کہی ہے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو گا۔ ایسا قول بظاہر واجب ہے 35۔ امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت عمرؓ کے قول کو قیاس کے مقابل لیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ وہ اموال مسلمین جن کو کفار نے لیا ہو، پھر مسلمان ان پر قبضہ کر لیں اور مالک اپنا مال پالے تو امام احمدؒ کے نزدیک مالک اپنے مال کا سب سے پہلے حق دار ہے۔ لیکن اگر مالک مال کی تقسیم کے بعد اس کو پائے تو پھر وہ اس کا حق دار نہیں ہے 7، یہ حضرت عمرؓ کا فیصلہ ہے اگر قیاس سے کام لیا جاتا تو یہ مال مالک کا ہونا چاہئے۔³⁶

امام احمد بن حنبلؒ قائلے صحابہؓ کو مرسل اور ضعیف حدیث پر مقدم رکھتے ہیں آپؐ سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر حدیث کا راوی ثقہ ہو مگر حدیث مرسل ہو تو آپؐ کو زیادہ پسند ہے یا صحابی کا فتویٰ جو متصل اور صحیح سند کے ساتھ ہو؟ تو آپؐ نے جو اب فرمایا، صحابی کا فتویٰ مجھے زیادہ پسند ہے۔³⁷ چند مثالیں:

- درج ذیل چند مسائل میں امام احمد بن حنبلؒ نے صحابہ کے اقوال پر فتویٰ دیا ہے
1. دوران نماز پھونک مارنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس لئے کہ پھونک بمنزلہ کلام ہے۔ اسکی دلیل حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول ہے کہ جس نے نماز میں پھونکا اس نے کلام کیا۔³⁸
2. امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک خاوند کا اپنی بیوی کی میت کو غسل دینا جائز ہے۔ دلیل یہ کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو غسل دیا تھا۔³⁹
3. دوران نماز کسی امام کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ کسی اور کو اپنی جگہ پر کھڑا کرے جو لوگوں کو نماز مکمل کروائے، اس کی دلیل یہ دی گئی کہ پاری غلام فیروز ابو لؤلؤ نے حضرت عمرؓ کو خنجر مارا تو آپؓ زخمی ہو گئے تھے اور آپؓ نے حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنی جگہ پر کھڑا کیا تھا جنہوں نے نماز مکمل کروائی تھی۔ یہ صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں ہوا تھا کسی صحابی نے مخالفت نہیں کی، گویا یہ اجماع ہے۔⁴⁰

خلاصہ:

اقوال و فتاویٰ صحابہ کرامؓ اسلامی قانون اور فقہ کی بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تمام ائمہ کرامؓ کے اور امت کے علماء کے بالواسطہ عظیم اساتذہ کرام ہیں اور شرائع کو سمجھنے اور سمجھانے والے اور اسے نقل کرنے والے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ قرآن و سنت کے بعد صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ کو اپنے فتاویٰ اور فقہی منہج کی اصل بناتے ہیں اور عملی طور پر بھی فتاویٰ صحابہ کو اپنے لئے وجہ امتیاز بناتے ہیں۔ اس لئے ہم امام احمد بن حنبلؒ کے فقہی مسائل کو صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ کے قریب پاتے ہیں۔ فقہ حنبلی میں یہ بات بڑی واضح نظر آتی ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں تو اسی مسئلہ میں امام احمدؒ کے بھی مختلف اقوال ملتے ہیں۔ مسئلہ اگر اختلافی ہوتا ہے اور اس میں مختلف اقوال میں ترجیح کی کوئی صورت نہیں پائی جاتی ہے تو امام احمدؓ اس مسئلہ میں دونوں اقوال اختیار کر لیتے ہیں اور ان کی صراحت بھی کر دیتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ امام احمدؓ کسی اختلافی مسئلہ میں اختلاف صحابہ کا ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے دینے کی بجائے توقف سے کام لیتے ہیں۔ مذکورہ بالا صفحات سے یہ بات مترشح ہے کہ فقہ حنبلی کی قرآن و سنت کے بعد دوسری اصل اقوال صحابہ ہیں نہ کہ قیاس اور استحسان وغیرہ ہے۔ فقہ حنبلی کا طرہ امتیاز صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ اور اقوال ہی ہیں۔ ہذا عندی واللہ اعلم بالصواب۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حواله جات

- ¹ - سورة الحجر 9:15
- Al-Hijr9:15
- ² - سورة المائدة 3:5
- Al-Maida5:3
- ³ - ابن حبان محمد بن حبان بن احمد بن حاتم تميمي (354هـ) كتاب الثقات، 18، 19/8، مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد دکن ہند، 1973
- Ibn-e-Habban, Muhammad bin Habban Ahmed Ube bin Hatim Taimi (354H) Kitáb-us-Siqaat, vol.8, pg:18-19, Matbá Majlis Daira-tul-Márif Al-Usmnia, Haiderabad Deccan Hind, 1973
- ⁴ - احمد بن حنبل، ابو عبد الله، فضائل صحابه، مترجم: حافظ فيض الله ناصر، اداره اسلاميات لاہور، 2016، ص: 21
- Ahmed bin Hanbul, Abu Abdullah, Fazail-e-Sahaba, Mutarjim: Hafiz Faiz ullah Nasir, Idara Islamiyat, Lahore, 2016, pg:21
- ⁵ - ابن قيم قيس الدين بن عبد الله بن محمد بن ابی بكر الجوزي دمشقي حنبلي (751هـ)، اعلام الموقعين عن رب العالمين، 1/26 دار الجيل للنشر والتوزيع والطباعة، بيروت، لبنان
- Ibn-e-Qayyum, Shums-Ud-Din Abe Abdullah bin Muhammad bin Abu Baker Al-Jauzia Damishqi Hanbali (751H) Ailaam-ul-Mooqien un Rabbil Aalameen, Vol. 1, pg:26, Beruit, Lebnon
- ⁶ - ابو زهره، استاد محمد، حیات امام احمد بن حنبل، مترجم: رئیس احمد جعفری، ملک سز، فیصل آباد، 1994ء، ص: 268
- Abu Zahra, Ustad Muhammad, Hayat-e-Imam Ahmed bin Hanbul, Mutarjim: Raees Ahmed Jafri, Malik sons, Faisalabad, 1994, pg:268
- ⁷ خطیب بغدادی، اب بکر احمد بن علی شافعی (463هـ) الکفایہ فی علم الروایۃ ص 51، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان
- Khateeb Baghdadi, Abu Baker Ahmed bin Ali Shafai (463H) Al-Kifáya fi Ilm-i-Riwayah, pg:51, Dar-ul-Kutub Al-Ilmia, Beruit Lebnon
- ⁸ ستاوی، ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن شافعی (902هـ) فتح المغنی بشرح الفتنۃ الحدیث للعراقی، 4/77، دارالامام الطبری 1992ء
- Sakhawi, Abu Abdullah Muhammad bin Abdur Rahman Shafai (902H) Fathul Mughees bi Shurhi Alfiah Til Hadees Lil -Iraqi, Vol.4, pg:77, Dar ul Imam Al-Tabri, 1992
- ⁹ ابن هشام، ابو محمد عبد الملك بن هشام، (218هـ) السیرۃ النبویۃ 2/124، مطبعة مصطفى البابي الحلبي واولاده، مصر
- Ibn-e-Hashaam, Abu Muhammad Abdul Malik bin Hashaam (218H) Al-Seerah Al-Nabawiyah, Vol. 2, pg:124, Matba Mustafa Al-Babi Al-Halbi wa Auladuhu, Egypt
- ¹⁰ ابن هشام، السیرۃ النبویۃ، 2/129
- Ibid, Vol.2 pg:129
- ¹¹ ابن تيمية، تقي الدين احمد بن عبد الحليم حنبلي (728هـ)، مجموع فتاوى 20/298، مطبع ولي العهد المعظم فهد بن عبدالعزيز آل سعود
- Ibn-e-Taymia, Taqi-Ud-Din Ahmed bin Abdul Haleem Hanbali (728H) Majmooa Fatawah Vol.20 pg:298, Matba Wali-ul-Ahad Al-Muazzam Fahad bin Abdul Aziz Aal-e-Saud
- ¹² ابن جوزي، ابو الفرج عبد الرحمن بن الجوزي (597هـ) مناقب الامام احمد بن حنبل، ص 161، مطبعة السعدية بجوار محافظة مصر
- Ibn-e-Jawzi, Abul Faraj Abdur Rahman bin Al-Jawzi (597H) Manaqib Al-Imam Ahmed bin Hanbul, pg:161, Matba Al-Sádá Bijawari Muhafzah Egypt
- ¹³ بخاري ابو عبد الله محمد بن اسماعيل (256هـ)، صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب فضائل اصحاب النبي ﷺ 1/515
- Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail (256H) Sahih Al-Bukhari, Kitab-ul-Manaqib, Bab Fazail-e-Ashaab-un-Nabi (S.A.W) Vol.1 Pg:515
- ¹⁴ ابن حجر، شهاب الدين ابو الفضل احمد بن علي عسقلاني (852هـ) الاصابۃ في تمييز الصحابة 1/7، مكتبة الكليات الازهرية
- Ibn-e-Hajar, Shahab-Ud-Din Abul Fazal Ahmed bin Ali Asqalaani (852H) Al-Asaba fi Tamyeez Al-Sahaba, Vol.1 pg:7, Maktaba Al-Kulyat Al-Azharia
- ¹⁵ - ابن حزم، ابو محمد علي بن احمد بن سعيد اندلسي ظاهري (456هـ) الاحكام في اصول الاحكام، 5/89، النسخة ادارة الترجمة والتأليف، فيصل آباد پاکستان، 1404ھ
- Ibn-e-Hazam, Abu Muhammad Ali bin Ahmed bin Saeed Andlusi Zahiri (456H) Al-Ahkaam fi Usoolil Ihkaam, Vol.5 pg:89, Al-Sunnah Idara Al-Tarjuma wa Taleef, Faisalabad Pakistan, 1404H
- ¹⁶ آمدی، سيف الدين ابو الحسن علي بن ابی بن محمد شافعي، (631هـ) الاحكام في اصول الاحكام، 2/321، دارالكتب العلمية، بيروت لبنان 1985ء

Aamdi, Saif-Ud-Din Abul Hassan Ali bin Abu Ali bin Muhammad Shafai(631H) Al-Ahkaam fi Usoolil Ihkaam, Vol.2 pg:321, Dar-ul-Kutub Al-Ilmiyah, Beirut Lebanon

¹⁷ محب اللہ بن عبد الشکور حنفیؒ، (1119ھ) مسلم الثبوت فی اصول الفقہ 2/158، المطبعة الاميرية بولاق مصر 1324ھ

Muhib ullah bin Abul Shakoor Hanfi(1119H) Musallim-us-Suboot fi Usoolil Fiqh, Vol.2 pg:158, Al-Matba Al-Ameeria Baboolaaq Egypt 1324H

¹⁸ ڈھلون، ڈاکٹر عرفان خالد، اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار، ص 31 تا 32، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، اکتوبر 2016ء

Dhillon, Dr. Irfan Khalid, Islami Qanoon ki Tashkeel Main Sahaba ka Kirdaar, pg:32-32, Al-Faisal Nashiraan-O-Tajiraan-e-Kutub Ghazni Street, Urdu Bazar Lahore, October 2016

¹⁹ ابن منظور، ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم افریقی مصری، (711ھ) لسان العرب 11/431، دار صادر، بیروت

Ibn-e-Manzoor, Abul Fazal Jamal-Ud-Din Muhammad bin Mukarram Afreeqi Misri(711H), Lisan-ul-Arab, Vol.11 pg:431, Dar-e-Saadir, Beirut

²⁰ سرخسیؒ، ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل حنفی (450ھ)، المحرر فی اصول الفقہ 1/263، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان 1996ء

Sarakhsi, Abu Baker Muhammad bin Ahmed Abi Sahal Hanfi(450H) Al-Mahrir fi Usool Al-Fiqh, Vol.1 pg:263, Dar-ul-Kutub Al-Ilmiyah, Beirut Lebanon, 1996 A.D

²¹ غزالیؒ، ابوحامد محمد بن محمد بن محمد شافعی (505ھ)، المستصفی فی علم الاصول، ص 125، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان،

Gazali, Abu Hamid Muhammad bin Muhammad bin Muhammad bin Shafai (505H) Al-Mutasfaa fi Ilm Al-Usool, pg:125, Dar-ul-Kutub Al-Ilmiyah, Beirut Lebanon

- ²² ابن حزمؒ، ابو محمد علی بن احمد بن سعید اندلسی ظاہری (456ھ) الاحکام فی اصول الاحکام 5/89، السیاسة الادارة الترجمة والتالیف، فیصل آباد پاکستان 1404ھ

Ibn-e-Hazam, Abu Muhammad Ali bin Ahmed bin Saeed Andlusi Zahiri (456H) Al-Ahkaam fi Usoolil Ihkaam, Vol.5 pg:89, Al-Sunnah Idara Al-Tarjuma wa Taleef, Faisalabad Pakistan, 1404H

²³ ابن الصلاحؒ، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن شہر زوری شافعی (643ھ)، علوم الحدیث المشہور بہ مقدمۃ ابن الصلاح، ص 264، المکتبۃ العلمیہ، مدینہ منورہ 1972ء

Ibn-ul-Salah, Abu Amar Usman bin Abdur Rahman Shaharzori Shafai(643H) Uloom-ul-Hadis Al-Mash.hoor bihi Muqaddama Ibn-Ul-Salah, pg:264, Al-Maktaba Al-Ilmiyah, Madina Munawwarah, 1972

- ²⁴ ابن نجارؒ محمد بن احمد بن عبد العزیز حنبلی (972ھ) شرح الکواکب المنیر 2/475، کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیہ، جامعۃ الملک عبد العزیز مکہ المکرمہ 1980ء

Ibn-e-Najjaar, Muhammad bin Ahmed bin Abdul Aziz Hanbali(972H) Sharah Kawakib Al-Munir, Vol.2 pg:475, Kulliyah al-shariah wal Diraasat al-Islamia, Jamiatul Malik Abdul Aziz, Makkah al-Mukarramah, 1980

²⁵ - حیات احمد بن حنبل از ابو زہرہ، ص 326، 327

Hayat-e-Ahmed bin Hanbal Az Abu Zahra, pg:326-327

²⁶ - حیات احمد بن حنبل از ابو زہرہ، ص 358

Ibid, pg:358

²⁷ حیات احمد بن حنبل از ابو زہرہ، ص 364

Ibid, pg:364

- ²⁸ اعلام الموقعین عن رب العالمین، 4/119

Ailaam-ul-Mooqien un Rabbil Aalameen, Vol.4, pg:119

²⁹ - حیات احمد بن حنبل از ابو زہرہ، ص 366 تا 367

Hayat-e-Ahmed bin Hanbal Az Abu Zahra, pg:366-367

³⁰ - اعلام الموقعین، 4/248

Ailaam-ul-Mooqien un Rabbil Aalameen, Vol.4 pg:248

³¹ - اعلام الموقعین، 3/35

Ailaam-ul-Mooqien un Rabbil Aalameen, Vol.3 pg:35

³² - اعلام الموقعین، 3/40

Ailaam-ul-Mooqien un Rabbil Aalameen, Vol.3 pg:40

³³ ابن عقیل، ابوالوفا، علی بن عقیل بن محمد بغدادی حنبلی، (573ھ) الواضح فی اصول الفقہ 3/397، موسسۃ الرسالۃ، بیروت 1999ء

Ibn-e-Aqeel, Abul Wafa, Ali bin Aqeel bin Muhammad Baghdadhi Hanbali(573H) Al-Wazeh fi Usoolil Al-Fiqh, Vol.3 pg:397, Moasisa Al-Risalah, Beirut Lebanon

³⁴-اعلام الموقعين، 3/57

Ailaam-ul-Mooqien un Rabbil Aalameen, Vol.3 pg:57

³⁵-ابن اللحام، علاء الدين ابو الحسن علي بن محمد بن علي بن عباس دمشقي حنبلي (803هـ) المختصر في اصول الفقه على مذهب الامام احمد بن حنبل، ص 161، كلية الشريعة والدراسات الاسلامية، جامعة الملك عبدالعزيز، مكة المكرمة، المملكة العربية السعودية، 1980ء

Ibn-ul-Luhaam, Alaa-Ud-Din Abul Hassan Ali bin Muhammad bin Ali bin Abbas Damishqi Hanbali (803) Al-Mukhtasar fi Usoolil Fiqh Alaa Mazhabil Imam Ahmed bin Hanbal, pg:161, Kulliyah Al-Shariah wal Dirasat Al-Islmia, Saudia 1980

³⁶-نملة، عبد الكريم بن علي بن محمد، دكتور، حنبلي، اتحاف ذوي البصائر بشرح روضة الناظر في اصول الفقه على مذهب الامام احمد بن حنبل 3/1399، مكتبة الرشد، الرياض 2001ء
Namla, Abdul Kareem bin Ali bin Muhammad, Dr., Hanbali, Ittahaaf Zawil-Basa'ir-bi-Shurhi Rawztun Nazair fi Usoolil Fiqh Alaa Mazhabil Ahmed bin Hanbal, Vol.3, pg:1399, Maktaba Al-Rushud, Al-Riyad, 2001

³⁷-اعلام الموقعين، 1/29

Ailaam-ul-Mooqien un Rabbil Aalameen, Vol.1 pg:29

³⁸-ابن قدامة، ابو محمد عبد الله بن احمد بن محمد حنبلي، (620هـ)، المغني شرح مختصر الخرقي، 2/451، هجر للطباعة والنشر التوزيع الاعلان، القاهرة مصر، 1996ء
Ibn-e-Qudamah, Abu Muhammad Abdullah bin Ahmed bin Muhammad Hanbali (620) Al-Mughni Sharah Mukhtasar Al-Khurki, Hijr lil-Taba wan-Nashr Al-Tawzwee Al-Ailaan, Cairo Egypt, 1996

³⁹-المغني، 3/461

Ibid, Vol.3 pg:461

⁴⁰-المغني، 3/507

Ibid, Vol.3 pg:507